تراجم القرآن

ادھر کئی سال پہلے 'المعارف' نے حضرت سرمد پر سیّد ابوالخیر مودودی (رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک طویل مقالہ شائع کیا تھا[1] جس میں سرمد کے حوالے سے داراشکوہ اور اورنگ زیب کا بھی تذکرہ آیا تھا۔[2] اہلِ علم نے اس مقالے کو پسند کیا تھا۔

ہمیں مسرت ہے کہ ایک مدت کے بعد 'المعارف' ان کے قیمتی مسودات میں سے ایک دوسرا مقالہ تراجم القرآن شائع کر رہا ہے۔ اس مقالے پر بھی سیّد صاحب نے قرآن کے مشرقی اور مغربی تراجم کے ذکر میں بڑی محنت سے معلومات اکٹھی کی ہیں۔

یہ مقالہ اُنہوں نے شاید ۱۹۳۶ء کے بعد لکھنا شروع کیا تھا کیوں کہ اس میں قرآن کے ترجمہ وتفسیر سے متعلق 'الہلال' قاہرہ (تفسیر نمبر ۱۹۳۶ء) کے متعدد حوالے ملتے ہیں۔ اُنہیں حیدرآباد دکن کی معروف آصفیہ لائبریری کی سہولتیں بھی مہیا تھیں جن سے اُنہوں نے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ جس کا مظاہرہ ہم ان کے ایک دوسرے غیر مطبوعہ مقالے 'منصور الحلاج' میں دیکھتے ہیں۔

اس مقالے میں قرآن کے اُردو تراجم کا ذکر کرتے وقت سیّد صاحب نے شاہ عبدالقادر دہلوی، شاہ رفیع الدین، مولوی نذیر احمد اور مولوی محمد علی لاہوری کے تراجم کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام آزاد کے تراجم و تفاسیر کا تذکرہ نہیں ملتا۔ حالانکہ یہ ترجمے ۱۹۳۷ء سے پہلے شائع ہو چکے تھے۔

مرحوم سیّد صاحب ان تینوں حضرات کا احترام کرتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان

---

[1] دیکھیے: المعارف، جولائی ۱۹۹۳ء۔

[2] دیکھیے: المعارف، اکتوبر، نومبر ۱۹۹۳ء۔

تینوں تراجم پر اُنہوں نے لکھا ہو اور وہ کاغذات ضائع ہو گئے ہوں۔ کیوں کہ ان کے ایک نوٹ پر وحدۃ الوجود پر ترجمان القرآن کا یہ اقتباس درج ہے: ''توحید وجودی سے مقصود ہے وحدۃ الوجود، یعنی خدا کی ہستی کے سوا کوئی ہستی وجود نہیں رکھتی۔ وجود ایک ہی ہے باقی جو کچھ ہے، تعینات کا فریب ہے۔

مگو کہ کثرت اشیا نقیضِ وحدت ست

توحیدِ شہودی یہ ہے کہ موجوداتِ خلقت کو بحیثیت موجودیت تسلیم کیا جائے لیکن حاصل اس کا بھی وہی ہے: یعنی جب موجودیت خلقت کو وجود الٰہی کی نمود میں دیکھا جاتا ہے تو ان کی ہستی یکسر ناپید ہو جاتی ہے۔ اس لیے نہیں کہ وہ غیر موجود ہیں۔ بلکہ اس لیے کہ سورج نکل آیا ہے اور اس کے سلطانِ تجلّی میں تارے ناپید ہو گیے!

فلما استبان الصبح ادرج ضوءہ
باسفارہ اضواء نور الکواکب!

ابوالکلام، تفسیر سورۂ فاتحہ''[۱]

اس نوٹ کے ساتھ ہی سیّد صاحب نے مومن کے یہ شعر نقل کیے ہیں:

''مومن! یہ اثر سیاہ مستی کا نہ ہو
اندیشہ کبھی بلندی و پستی کا نہ ہو
توحید وجودی میں جو ہے کیفیت
ڈرتا ہوں کہ حیلہ خود پرستی کا نہ ہو''

سیّد صاحب صحیح معنی میں درویش خدامست تھے۔ وہ دوستوں اور حریفوں کی مدح و قدح سے بے نیاز، ایک بلند آشیانہ پر رہتے تھے، جہاں پر وہ بڑے بڑے عارفوں کی محفل میں رونق بزم ہوتے اور واپسی پر کوشش کرتے کہ کوئی دوسرا اُن کے مقاماتِ 'آہ وفغاں' سے آگاہ نہ

---

[۱] مولانا نے یہ خوبصورت بحث ترجمان القرآن، ج ۱، تفسیر فاتحہ میں 'قرآن اور صفاتِ الٰہی کا تصور' میں کی ہے۔ لیکن ترجمان القرآن، ج ۱، کے دوسرے ایڈیشن میں یہ حاشیہ حذف کر دیا گیا تھا۔

ہو۔

شاید یہی وجہ ہے کہ ان کی معنوی زندگی اکثر لوگوں کی نگاہ سے اوجھل رہی، حتیٰ کہ سیّد مناظر احسن گیلانی جیسے عارف کو بھی اپنے ایک مکتوب یکم جون ۱۹۵۵ء میں یہ لکھنا پڑا:

''ہمدرد دلوں میں آپ کے ساتھ اتنی مناسبت تھی، اس کا علم نہ تھا۔ دکن کے دنوں میں ان مناسبتوں پر متنبہ نہ ہوا ورنہ اچھی گزر جاتی۔'' ایک دوسرے مکتوب مورخہ ۲۲رفروری ۱۹۵۶ء میں سیّد مناظر احسن لکھتے ہیں: ''آپ سے زندگی کی آخری منزل میں روابط قائم ہوئے۔ آپ کی فکر و نظر کے توازن صحیح کا اندازہ دکن کے ماحول میں نہ کر سکا۔ جس کا افسوس ہے۔ فقیر بھی کش مکش زیست میں اپنی مقررہ سانسیں پوری کر رہا ہے۔''

اس مقالے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سیّد صاحب اپنے موضوع سے کس حد تک انصاف کرتے تھے۔ ترجمۂ قرآن سے متعلق شاہ ولی اللہ کی ایک فارسی تحریر کا ترجمہ بھی سیّد صاحب نے کیا تھا، جو اس مقالہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ۱۹۳۶ء میں جامعہ ازہر، قاہرہ نے قرآن کے مستند ترجمہ وتفسیر کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ جس نے اس مقصد کے لیے چند اصول وقواعد وضع کیے تھے۔ خاکسار نے ان قواعد وضوابط کی روشنی میں مرحوم محمد اسد کے معروف انگریزی ترجمے پر اسلامک کواٹرلی، لندن، ستمبر ۱۹۶۸ء میں ایک تبصرہ کیا تھا جس پر محمد اسد نے خاکسار کو ایک خط بھی لکھا تھا۔ یہ تبصرہ بھی یہاں شائع کیا جا رہا ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ شاید دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ انگریزی ترجمہ 'رابطہ عالمِ اسلامی'، مکہ نے ۱۹۶۴ء میں ہالینڈ سے شائع کیا تھا۔ لیکن بعد میں یہ رابطہ ہی کی ایک کمیٹی نے بہ وجوہ اس ترجمے پر پابندی لگا دی تھی۔ اس کمیٹی کے ممبر مرحوم سیّد ابوالاعلیٰ مودودی بھی تھے۔ خاکسار نے ۱۹۷۲ء میں سیّد صاحب سے پوچھا تھا کہ کیا اُنہوں نے محمد اسد کا ترجمہ پڑھا تھا؟ جی نہیں! میں نے اس معاملے میں اپنے ساتھیوں (کمیٹی کے ممبر) پر اعتماد کر لیا تھا۔

رشید احمد (جالندھری)